984 ـ خطبہ جمعہ کا ترجمہ کرنا

سوال

اگر جمعہ میں حاضرین کی اکثریت عربی زبان سے ناواقف ہو تو کیا امام جمعہ کا خطبہ انگلش میں دے سکتا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

بعض اہل علم نے جمعہ المبارك اور عیدین کا خطبہ عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں دینے سے منع کیا ہے، اس میں ان کی رغبت یہ رہی کہ عربي زبان باقی اور محفوظ رہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام کے طریقہ پر چلا جا سکے، جو دوسرے ملکوں میں بھی عربی زبان میں ہی خطبہ دیتے تھے، اور پھر لوگوں کو عربی زبان سیکھنے پر ابھارا جا سکے.

اور کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ اکثر جمعہ کی نماز میں حاضرین کی اکثریت عربی زبان نہ سمجھتی ہو تو پھر اسے خطبہ کا دوسری زبان میں ترجمہ کرنا جائز ہے، تاکہ خطبہ کے اس معنی کو سمجھا جا سکے جس کی بنا پر یہ مشروع کیا گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ لوگوں احکام شریعت کی سمجھ آئے اور منع کردہ اشیاء کا علم ہو سکے، اور انہیں اخلاق کریمہ اور اچھی صفات کی راہنمائی کی جاسکے، اور برے اخلاق سے محفوظ کیا جائے.

اس میں کوئی شك و شبہ نہیں کہ الفاظ کا خیال رکھنے کی بجائے معانی اور خطبہ کے مقاصد کا خیال رکھنا زیادہ اولی اور واجب ہے، اور خاص کر جب مخاطب لوگ عربی سے ناواقف ہوں اور خطیب کا عربی زبان میں خطبہ ان پر کچھ اثر بھی نہ کرے، اورنہ ہی وہ انہیں عربی زبان سیکھنے اور اس کی حرص کی طرف لے جاتا ہو.

(اور خاص کر اس وقت جس میں مسلمان پیچھے رہ چکے ہیں، اور مسلمانوں کے علاوہ دوسرے لوگ آگے بڑھ چکے ہیں، اس دنیا میں غالب زبان چھا چکی ہے، اور مغلوب زبان دب چکی ہے).

اور اگر غیر عرب لوگوں میں شریعت اسلامی کے احکام اور علم شرعی عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں خطبہ دیے بغیر نہیں پھیلتے اور وہ اس کی تعلیم حاصل نہیں کر سکتے تو پھر مخاطبین کی زبان جسے وہ سمجھتے ہیں اس میں خطبہ کا ترجمہ کرنا جائز ہے، بلکہ ان زبانوں میں جو اس وقت معروف ہیں میں خطبہ دینا زیادہ حق رکھتا ہے، خاص کر جب اس زبان میں خطبہ نہ دیا جائے تو یہ نزاع اور جھگڑے کا باعث بنتا ہو، تو اس میں کوئی شك نہیں کہ خطبہ کسی دوسری زبان میں دیا جائے، تا کہ مصلحت حاصل ہو اور فساد سے بچا جائے.

اور اگر حاضرین میں عربی سمجھنے والے بھی ہوں تو پھر خطیب کو چاہیے کہ وہ عربی میں خطبہ دے اور پھر وہی خطبہ دوسری زبان میں دھرائیے تا کہ باقی لوگ بھی سمجھ سکیں، تو اس طرح دونوں مصلحتیں جمع ہو جائینگی اور نقصان و ضرر جاتا رہے گا، اور مخاطبین میں نزاع بھی ختم ہو جائے گا.

شریعت مطہرہ میں اس کے بہت سے دلائل ملتے ہیں، اس میں یہ فرمان باری تعالی بھی شامل ہے:

ہم نے جو رسول بھی مبعوث کیا وہ اس کی قوم کی زبان جانتا تھا تا کہ وہ ان کے لیے بیان کر سکے.

اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کو یہودیوں کی زبان سیکھنے کا حکم دیا تا کہ یہودیوں سے خط و کتابت کی جا سکے، اور اس طرح یہودیوں پر حجت قائم ہو جائے، اور اسی طرح اگر ان کی طرف سے کوئی خط وغیرہ آئے تو اسے پڑھے، اور ان کی مراد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے واضح کرے.

اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ:

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عجم کے علاقے فارس اور روم میں جا کر جہاد کیا اور جنگیں لڑیں تو انہیں سب سے پہلے اسلام کی دعوت دی اور یہ ترجمانوں کے ذریعہ دعوت دی گئی اس کے بغیر جنگ نہیں لڑی، اور جب ان عجمی علاقوں کو فتح کیا تو لوگوں کی اللہ تعالی کی طرف دعوت عربی زبان میں دی اور عربی زبان سیکھنے کا حکم دیا، اور جو شخص عربی سے جاہل اور ناواقف رہا اسے اس کی مادری زبان میں ہی دعوت اسلام دی، اور اسے اس کی اپنی زبان کے ساتھ ہی اسلام کو سمجھایا تا کہ حجت قائم ہو جائے.

اس میں کوئی شك نہیں کہ اس راستے پر چلنا ہو گا، اور خاص کر آخری دور میں جب اسلام ایك اجنبی اور غریب دین بن چکا ہو گا، اور ہر قوم اپنی زبان کو استعمال کر رہی ہو، تو اس وقت ترجمہ اور ان کی زبان استعمال کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے، اور دعوت کا کام ان کی زبان کے بغیر مکمل ہی نہیں ہو سکتا.

لہذا خطیب کو چاہیے کہ وہ حاضرین کا خیال رکھے کہ ان کے لیے زیادہ بہتر کیا رہیگا، اگر تو زیادہ فائدہ مند یہ ہو کہ عربی زبان میں کچھ دیر بولے اور پھر اس کا ان کی زبان میں ترجمہ کرے اور اس طرح خطبہ مکمل کر لے تو اسے ایسا کرنا چاہیے، اور اگر حاضرین کے لیے زیادہ فائدہ مند یہ ہو کہ عربی میں خطبہ دے کر نماز سے قبل یا نماز کے بعد ان کی زبان میں ترجمہ کر دیا جائے تو ایسا کرنا چاہیے.

واللہ تعالی اعلم .